سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے القاب

(ایک تحقیقی مطالعہ)

مرتب

خسرو قاسم

نام کتاب	:	سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کے القاب
		(ایک تحقیقی مطالعہ)
مرتب	:	خسرو قاسم
صفحات	:	۳۲
سن اشاعت	:	۲۰۲۰ء
کمپوزنگ	:	مشکوٰۃ کمپیوٹرس، علی گڑھ

ملنے کا پتہ

Khusro Qasim

Ali Academy

3, Raipura Lodge,

Dodhpur, Aligarh - 202002 (INDIA)

Mob. 08755878084

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شخصیت چار دانگ عالم میں مشہور ومعروف ہے، ہر صاحب ایمان یہ بھی سمجھتا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی سب سے چہیتی بیٹی تھیں، آپ ﷺ انھیں حددرجہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے ان کے فضائل ومناقب بیان فرمائے ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ بعض حضرات ردعمل کا شکار ہوکر واضح حقیقتوں کا انکار کر بیٹھتے ہیں، انھیں ذرا بھی اس کا احساس نہیں رہتا کہ وہ کسی کی ضد میں آکر یا کسی گروہی اور مسلکی عصبیت کا شکار ہوکر ایک صحیح بات کو غلط ثابت کرنے کے درپے ہوجاتے ہیں۔

ابھی حال ہی میں سیدہ فاطمہؓ کی سیرت پر سات جلدوں میں ایک کتاب "**فاطمة بنت النبی ﷺ: سيرتها، فضائلها، مسندها رضی الله عنها: دراسة حديثية تاريخية موضوعية**"، ریاض کے ایک اشاعتی ادارہ'**دار الآل والصحب الوقفية**" سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے مصنف ہیں: ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حمود الدہیش۔ مصنف نے اپنی اس تحقیقی اور تفصیلی کتاب میں سیدہ فاطمہؓ کے تعلق سے کئی ایک مسلمات کا انکار کیا ہے اور اس سلسلے کی روایات پر سخت تنقید کی ہے۔ اسی ضمن میں انھوں نے سیدہ فاطمہؓ کے زہراء، بتول اور صدیقہ جیسے القاب کا بھی انکار کیا ہے جو کئی ایک احادیث میں منقول ہیں۔

اللہ کی مدد شامل حال رہی اور اس نے توفیق ارزانی فرمائی تو میں مصنف کی ایسی تمام تلبیسات کا پردہ چاک کروں گا۔ زیر مطالعہ کتاب میں سیدہ فاطمہؓ کے القاب سے متعلق تحقیق پیش خدمت ہے۔ ان شاء اللہ قارئین اس سے مستفید ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس علمی خدمت کو شرف قبول عطا فرمائے۔

طالب شفاعت رسول ﷺ

خسرو قاسم

Assistant Professor
Mechanical Engineering Department,
A.M.U. Aligarh

Phone No.: 08755878084

بسم الله الرحمن الرحيم

فاطمہ زہراء علیہا السلام کی کنیت
''أم أبیھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

ابن ابی الفتح اربلی اپنی کتاب ''كشف الغمة'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی فضیلت معروف ومشہور ہے، ان کا شرف اور ان کی منزلت ظاہر وباہر ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود ان کا مقام ومرتبہ بلند فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کنیت ''أم أبيهـا'' رکھی ہے، سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جس شفقت ومحبت سے شادکام کیا ہے، کوئی نہ اس کے قریب جاسکتا ہے اور نہ کوئی ان کی ہمسری کا دعوی کرسکتا ہے''۔ (كشف الغمة، ابن أبي الفتح الاربلی، ج۲، ص۸۹-۹۰)

امام ذہبی اپنی کتاب ''تاریخ الاسلام'' میں لکھتے ہیں:

''اس یعنی سنہ ۱۱ ہجری میں جن حضرات نے وفات پائی، ان میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں، جو اس امت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور ان کی کنیت جیسا کہ ہمیں روایت پہنچی ہے، ''أم أبيها'' ہے''۔ (تاريخ الاسلام، الذهبي، ج۲، ص۴۲-۴۴)

امام ذہبی نے اپنی کتاب ''سیـر أعـلام النبلاء'' میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ترجمے میں لکھا ہے:

''فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دور میں ساری دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکس جمیل ہیں، ''أم أبيها'' ان کی کنیت ہے، وہ تمام مخلوق

کے سردار رسول اللہ ﷺ ابوالقاسم محمد بن عبداللہ کی صاحب زادی ہیں اور ام الحسنین ہیں۔صحیح سند سے یہ حدیث ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ،ان کے شوہر اور ان کے دونوں بیٹوں پر چادر ڈالی اور یہ دعا فرمائی:

اللهمّ هؤلاء أهل بيتي، اللهمّ فأذهب عنهم الرجس وطهّرهم تطهيراً.

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں،اے اللہ! ان سے آلائشوں کو دور کردے اور انھیں پاک وصاف کردے''۔(سیر أعلام النبلاء،الذهبی، ج۲ص۱۱۸-۱۲۲)

امام ذہبی اپنی ایک دوسری کتاب ''الکاشف''میں لکھتے ہیں:

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی بیٹی ہیں،ان کی کنیت ''أم أبیهـا'' ہے، ان سے ان کے بیٹے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی ہے۔ان کے فضائل ومناقب مشہور ہیں''۔(الکاشف فی معرفة من له رواية فی الکتب الستة،الذهبی،ج۲ص۵۱۴)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس کنیت کا ذکر حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی کتاب'' البدایہ والنہایہ''میں بھی ان کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا ہے،چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں،ان کی کنیت ''أم أبيها'' تھی، نبی اکرم ﷺ نے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ ﷺ سے ملیں گی،اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے ان سے مزید فرمایا تھا:

أما ترضين أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة.

''کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمھیں جنتی خواتین کا سردار بنایا گیا ہے''۔ (البداية والنهاية،ابن کثیر،ج٦ص٣٦٦)

حافظ ابن عساکر نے بہ سند أبی نعیم عن حسین بن زید بن علی بن جعفر بن محمد عن أبیہ روایت نقل کی ہے،وہ فرماتے ہیں:

كانت كنية فاطمة عليها السلام: أم أبيها.

''سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی کنیت ''أم أبیھا''، تھی''۔(تاریخ مدینة دمشق،ابن عساکر ، ج۳،ص۱۵۷-۱۶۲)

ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں جعفر بن محمد کے حوالے سے لکھا ہے:

کانت کنیة فاطمة بنت رسول الله ﷺ: أم أبیھا.

''فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی کنیت ''أم أبیھا''، تھی''۔(الاستیعاب،ابن عبد البر ، ج۴،ص۱۸۹۴-۱۹۰۰)

امام طبرانی نے معجم کبیر میں محمد بن علی مدینی کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

کانت فاطمة بنت رسول الله ﷺ تکنی ''أم أبیھا''.

''فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی کنیت ''أم أبیھا''، تھی''۔(المعجم الکبیر، الطبرانی، ج۲۲،ص۳۹۷-۳۹۸)

''منتخب الطبری میں ہے:

ذکر عن جعفر بن محمد علیه السلام أنه قال: کانت کنیة فاطمة علیھا السلام أم أبیھا.

''سیدنا جعفر بن محمد علیہ السلام سے منقول ہے، انھوں نے فرمایا: سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی کنیت أم أبیھا تھی''۔(المنتخب من ذیل المذیل،الطبری،ص۶)

ابن الاثیر سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

فاطمة بنت رسول الله ﷺ سیدة نساء العالمین. کانت تکنی ب''أم أبیھا''وکانت أحب الناس الی رسول الله ﷺ.

''رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ علیہا السلام سارے جہان کی خواتین کی سردار ہیں، ان کی کنیت ''أم أبیھا''، تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھیں''۔(أسد الغابة،ابن الأثیر . ج۵،ص۵۱۹-۵۲۰)

''امتاع الأسماع ''میں ہے کہ مقریزی فرماتے ہیں:

''فاطمة الزهراء سيدة نساء العالمين. سميت البتول لأنها منقطعة القرين، وتكنى ''أم أبيها''.

''سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہیں،ان کا نام بتول اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے ہم عمروں سے بالکل الگ تھلگ تھیں یا اپنی سہیلیوں سے بالکل جداگانہ شخصیت رکھتی تھیں۔ان کی کنیت ''أم أبیھا''تھی''۔

آگے مزید لکھتے ہیں:

وذكر المطور عن ابن عباس أنها سميت فاطمة لأن الله تعالىٰ فطم محبيها عن النار.

''مطور نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا نام فاطمہ اس وجہ سے پڑا کیوں کہ وہ اپنے سے محبت کرنے والوں کو جہنم سے آزاد کرائیں گی''۔(امتاع الأسماع،المقریزی،ج۵ص۳۵۰-۳۵۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب ''الاصابہ''میں لکھتے ہیں:

فاطمة الزهراء بنت امام المتقين رسول الله محمد بن عبدالله : الهاشمية صلى الله على أبيها وآله وسلم ورضى عنها، كانت تكنى:''أم أبيها''، وتلقب ''الزهراء''.

''سیدہ فاطمہ زہراء متقیوں کے امام،اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ کی بیٹی ہیں،ہاشمی خاندان سے ان کا تعلق ہے،اللہ ان کے والد محترم ،ان کی اولاد پر درود وسلام نازل فرمائے اور اللہ ان سے راضی ہو،ان کی کنیت ''أم أبیھا''تھی اور لقب ''زہراء'' تھا''۔

(الاصابة، ابن حجر ،ج۸،ص۲۶۲-۲۶۳)

حافظ ابن حجر کی کتاب ''تہذیب التہذیب''میں ہے:

فاطمة بنت رسول الله ﷺ،تكنى ''أم أبيها'' وتعرف

بالزهراء. كانت فاطمة أصغرهن وأحبهن الى رسول الله ...ثم أتبعه بحديث سيدة نساء العالمين.

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں، ان کی کنیت ''اُم اَبیہا'' ہے، اپنے لقب ''زہراء'' سے ان کی شہرت ہے، سیدہ فاطمہ اپنی بہنوں میں سب سے چھوٹی تھیں اور ان میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھیں۔۔۔اس کے بعد ابن حجر عسقلانی نے سارے عالم کی خواتین کی سردار کی حدیث ذکر کی ہے''۔(تھذیب التھذیب، ابن حجر، ج ۱۲، ص ۳۹۱-۳۹۲)

سلیمان بن خلف باجی ''التعدیل والتجریح''، میں لکھتے ہیں:

فاطمة بنت النبی ﷺ تکنی ''أم أبیها''، ثم خرج بشرط جعفر بن محمد عن أبیه قال: کانت کنیة فاطمة بنت رسول الله ﷺ: أم أبیها.

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی بیٹی تھیں، ان کی کنیت ''اُم اَبیہا''، تھی، اس کے بعد باجی نے جعفر بن محمد عن اَبیہ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی فاطمہ کی کنیت ''اُم اَبیہا'' تھی۔'' (التعدیل والتجریح، سلیمان بن خلف الباجی، ج ۳، ص ۱۴۹۸-۱۴۹۹)

امام مزی اپنی کتاب ''تہذیب الکمال''، میں لکھتے ہیں:

فاطمة بنت رسول اللهِ صلی الله علیه وسلم، ورضی عنها، تکنی أم أبیها أنکحها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی بن أبی طالب. قال مسروق عن عائشة: حدثتنی فاطمة رضی الله عنها قال: أسر إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: إن جبریل کان یعارضنی القرآن کل سنة مرة، وأنه عارضنی العام مرتین ولا أراه إلا وقد حضر أجلی، وإنک أول أهل بیتی لحوقا بی، ونعم السلف أنا لک-فبکیت، ثم قال: ألا ترضین أن تکونی سیدة نساء هذه الأمة أو سیدة نساء المؤمنین؟ فضحکت.

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں، اللہ ان سے راضی ہو، ان کی کنیت ''أم أبیھا'' ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ مسروق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا: جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے صرف ایک بار قرآن کا دور کراتے تھے لیکن رواں سال میں انھوں نے مجھ سے قرآن کا دو دور کرایا، مجھے لگتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آ چکا ہے، اور تو میرا اہل خانہ میں سب سے پہلے مجھ سے ملے گی، میں تمھارا بہترین پیش رو ہوں۔ سیدہ فاطمہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں رونے لگی۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمھیں اس بات سے خوشی نہیں ہے کہ تم اس امت یا سارے اہل ایمان کی عورتوں کی سردار بنو؟ یہ سن کر میں ہنسنے لگی''۔ (تھذیب الکمال، المزی، ج۳۵، ص۲۴۷-۲۵۱)

امام مزی نے آگے نبی اکرم ﷺ کی وہ بات نقل فرمائی ہے جو آپ نے سیدہ فاطمہ سے کہی تھی:

إن الله يرضى لرضاك ويغضب لغضبك.

''اللہ تعالیٰ تمھاری خوشی سے خوش ہوتا ہے اور تمھارے غصہ ہونے سے غصہ ہوجاتا ہے''۔ (تھذیب الکمال، المزی، ج۳۵، ص۲۴۷-۲۵۱)

آگے امام مزی یہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں:

عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمر ببيت فاطمة ستة أشهر إذا خرج إلى صلاة الصبح ويقول الصلاة ﴿إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾.

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چھ ماہ تک سیدہ فاطمہ کے گھر سے ہو کر اس وقت گزرتے رہے جب آپ نماز فجر کے لیے مسجد

جاتے تھے اوران کے دروازے پر کھڑے ہوکر کہتے: نماز، اے اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اور تمھیں پاکیزہ بنادے''۔(تهذيب الكمال، المزى، ج۳۵، ص ۲۴۷-۲۵۱)

آگے چل کرامام مزی نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے:

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن فاطمة حصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار.

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے باعصمت زندگی گزاری جس کی وجہ سے اللہ نے ان پر اوران کی نسلوں پر جہنم کو حرام کردیا ہے''۔(تهذيب الكمال، المزى، ج۳۵، ص ۲۴۷-۲۵۱)

سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کا لقب
''صدیقہ''

امام عبداللہ حاکم رحمہ اللہ اپنی سند سے نقل کرتے ہیں:

أخبرنا أبوبكر بن اسحاق الفقيه، قال: حدثنا محمد بن غالب، قال: حدثنا سعيد بن سليمان، قال: حدثنا عباد بن عباد المهلبي، قال: حدثنا محمد بن اسحاق، عن محمد بن جعفر بن الزبير، ويحيى بن عباد بن عبدالله بن الزبير، كلاهما عن أبيهما عبدالله بن الزبير قال: كانت عائشة رضي الله عنها تقول: والذي ذهب بنفسه، ما رأيت آدمياً قط أصدق لهجة من فاطمة الزهراء، غير الذي ولدها. (فضائل فاطمة للحاكم، ص ۵۷، رقم الحديث: ۴۶)

''ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا محمد بن غالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ست بیان کیا سعید بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا عباد بن عباد مہلبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسحاق نے، وہ روایت کرتے ہیں محمد بن جعفر بن زبیر اور یحی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے، دونوں روایت کرتے ہیں اپنے والد عبداللہ بن زبیر سے، وہ بیان کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے کبھی کسی آدمی کو سیدہ فاطمہ زہراء سے زیادہ سچا نہیں دیکھا سوائے اس ذات اقدس کے جوان کے والد محترم تھے''۔

امام حاکم اپنی کتاب ''مستدرک'' میں نقل کرتے ہیں:

حدثنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن شيبويه الرئيس الفقيه بمرو، ثنا جعفر بن محمد بن الحارث النيسابوری بمرو، ثنا علی إبن مهران الرازی، ثنا سلمة بن الفضل الابرش، ثنا محمد بن إسحاق، عن يحيی بن عباد بن عبد الله بن الزبير، عن أبيه، عن عائشة رضی الله عنها: أنها كانت إذا ذكرت فاطمة بنت النبی ﷺ قالت: ما رأيت أحداً كان أصدق لهجة منها الا أن يكون الذی ولدها. هذا حديث صحيح علی شرط مسلم ولم يخرجاه. (الحاكم النيسابوری، المستدرک، كتاب معرفة الصحابة، رقم الحديث: 4756)

''ہم سے بیان کیا مرو میں پیشوا اور فقیہ ابوالحسن محمد بن احمد بن شیبویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مرو ہی میں ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن حارث نیسابوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا علی بن مہران رازی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا سلمہ بن فضل ابرش نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسحاق نے، وہ روایت کرتے ہیں یحیٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے، وہ روایت کرتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے نبی اکرم ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہوتا تھا تو وہ فرماتی تھیں: میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ سچا انسان نہیں دیکھا سوائے اس شخصیت کے جو ان کے والد محترم تھے''۔

عن عائشة قالت: ما رأيت أفضل من فاطمة غير أبيها، قالت: وكان بينهما شیء؟ فقالت: يا رسول الله سلها فإنها لا تكذب. رواه الطبرانی فی الأوسط وأبو يعلی إلا أنها قالت: ما رأيت أحداً قط أصدق من فاطمة، ورجالهما رجال الصحيح. (الهيثمی، مجمع الزوائد، باب مناقب الحسين بن علی، الجزء: (9)، رقم الصفحة: (201)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل ان کے والد کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔مزید فرماتی ہیں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی بات تھی تو سیدہ عائشہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لیں، وہ جھوٹ نہیں بولتی ہیں۔اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں بیان کیا ہے اور ابویعلی نے بھی البتہ اس میں یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے سیدہ فابمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ سچا انسان نہیں دیکھا''۔معجم اوسط اور مسند ابی یعلی کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

حدثنا أمية بن بسطام، حدثنا يزيد بن زريع، حدثنا روح بن القاسم، عن عمرو بن دينار قال:قالت عائشة:ما رأيت أحداً قط أصدق من فاطمة غير أبيها، وكان بينهما شيء فقالت:يا رسول الله سلها، فإنها لا تكذب .

(أبي يعلى الموصلي،المسند،مسند عائشة،رقم الحديث:4580)

''ہم سے بیان کیا امیہ بن بسطام نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا یزید بن زریع نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا روح بن قاسم نے ،وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن دینار سے ،وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ سچا ان کے والد کے سوا کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا۔ان دونوں کے درمیان کوئی بات تھی تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کی رسول ﷺ! سیدہ فاطمہؓ سے پوچھ لیں، وہ جھوٹ کبھی نہیں بولتیں''۔

حدثنا إبراهيم قال:نا أمية بن بسطام:نا يزيد بن زريع ، عن روح بن القاسم، عن عمرو بن دينار قال:قالت عائشة رضي الله عنها :ما رأيت أفضل من فاطمة غير أبيها. قالت:وكان بينهما شيء ، فقالت:يا رسول الله! سلها،فإنها لا تكذب .(الطبراني،المعجم الأوسط،باب الألف،رقم الحديث:2824)

''ہم سے بیان کیا ابراہیم نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی امیہ بن بسطام نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن زریع نے ،وہ روایت کرتے ہیں روح بن قاسم سے ،وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن دینار سے ،انھوں نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدہ فاطمہؓ سے افضل ان کے باپ کے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا ،ان دونوں کے درمیان کوئی بات تھی تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدہ فاطمہؓ سے معلوم کرلیں ، وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتیں''۔

وقال أبو يعلى: ثنا أمية بن بسطام، ثنا يزيد بن زريع، حدثنا روح بن القاسم، عن عمرو بن دينار، قال: قالت عائشة: ما رأيت أحداً قط أصدق من فاطمة غير أبيها، وكان بينهما شيء، فقالت: يا رسول الله ، سلها فإنها لا تكذب. (إبن حجر العسقلانى، المطالب العالية، كتاب المناقب، باب فضائل فاطمة وإبنيها، رقم الحديث: 4057)

''محدث ابویعلی کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا امیہ بن بسطام نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا یزید بن زریع نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا روح بن قاسم نے ،وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن دینار سے ،انھوں نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدہ فاطمہؓ سے زیادہ سچا ہم سے بیان کیا ان کے باپ کے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا ،ان دونوں کے درمیان کوئی بات تھی تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدہ فاطمہؓ سے معلوم کرلیں ، وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتیں''۔

حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن، ثنا إبراهيم بن هاشم، ثنا أمية، ثنا يزيد بن زريع، عن روح بن القاسم، عن عمرو بن دينار، قال: قالت عائشة رضى الله عنها: ما رأيت أحداً قط أصدق من فاطمة غير أبيها. قال: وكان بينهما شيء، فقالت: يا رسول الله سلها فإنها لا تكذب. (حلية الأولياء،

فاطمة بنت رسول الله ﷺ،رقم الحديث:1485)

''ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن حسن نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن ہاشم نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا امیہ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا یزید بن زریع نے ،وہ روایت کرتے ہیں روح بن قاسم سے ،وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن دینار سے ،انھوں نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدہ فاطمہؓ سے زیادہ سچا ان کے باپ کے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا ،ان دونوں کے درمیان کوئی بات تھی تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدہ فاطمہؓ سے معلوم کر لیں ،وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتیں''۔

سیدہ فاطمہؓ کے لقب صدیقہ کے سلسلے میں یہ اثر بھی ملاحظہ فرمائیں:

عن أبی عبدالله جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب رحمه الله قال: کانت فاطمة تسمی الصدیقة.

''ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ کا ایک نام صدیقہ بھی تھا''۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فاطمہ نام کی وجہ

امام بخاری ''الضعفاء الکبیر'' میں لکھتے ہیں:

ابن أبی القاضی قال: حدثنی عبدالله بن جریر-رجل من بنی سعد-،قال: حدثنا عبدالله بن نمیر،عن مجالد،عن الشعبی،عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: لما ولدت فاطمة بنت رسول الله ﷺ سماها المنصورة،فنزل جبرائیل،فقال: یا محمد!الله یقرئک السلام،ویقریء مولودک السلام،وهویقول: ما ولد مولود أحب الی منها،وأنها قد لقبها باسم خیر مما سمیتها،سماهافاطمة،لأنها تفطم شیعتها من النار.

''ابن ابی القاضی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے قبیلہ بنوسعد کے ایک شخص عبداللہ بن جریر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، وہ روایت کرتے ہیں مجالد سے، وہ روایت کرتے ہیں شعبی سے اور وہ روایت کرتے ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کا نام منصورہ تجویز کیا۔ حضرت جبرائیل تشریف لائے اور کہا: اے محمد ﷺ! اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کی نومولود بچی کو بھی اس نے سلام بھیجا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میری نظر میں اس بچی سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا بچہ نہیں، اللہ نے آپ کے نام سے بہتر انھیں نام دیا ہے۔ اللہ نے ان کا نام فاطمہ رکھا ہے کیوں کہ وہ اپنے متبعین کو جہنم سے محفوظ رکھیں گی''۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا لقب
الزہراء

محدث ابن ابی الدنیا (متوفی ۲۸۱ھ) کی کتاب ''مقتل علی بن أبی طالب'' میں ایک جگہ ہے:''فاطمة الزهراء'' ۔یعنی فاطمہ کے ساتھ انھوں نے زہراء لقب کا لاحقہ استعمال کیا ہے۔(مقتل علی بن أبی طالب،ص۱۰۹،بتحقیق :ابراهیم صالح،ط.دار البشائر فی سوریا)

اہل علم کی ایک جماعت نے ''الزہراء'' لقب کا ذکر کیا ہے۔مثال کے طور پر ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ)،آجری،ابی نعیم،ابن عبدالبر،مزی،ذہبی اور ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے یہاں بھی اس لقب کا ذکر ملتا ہے۔

لقب ''الزہراء'' کے مصادر ومراجع

ذیل میں ان مراجع کی ایک فہرست دی جارہی ہے جن میں ''الزہراء'' لقب کا ذکر ملتا ہے:

العقد الفريد لابن عبد ربه (۲۵۳/۵)،الجليس الصالح للجويری (۱۶۱/۳)،تاريخ دمشق (۱۹۹/۱۹)،صحيح ابن حبان (۴۱/۱۵)،الثقات لابن حبان (۳۱۰/۲،۶۸/۳)،مشاهير علماء الأمصار لابن حبان (ص۲۴)، الشريعة للآجری (۱۷۵۶/۴،۲۱۳۷/۵،۲۱۶۹،۲۱۸۷)،فضائل فاطمة للحاكم (ص۳۷،۵۶)، معرفة الصحابة لأبی نعيم الأصفهانی (۳۱۸۷/۶)، الاستيعاب لابن عبدالبر (۱۸۹۳/۴،۱۸۹۴)،تاريخ بغداد للخطيب

(٤٦٦/١)،شــرح السنة للبغوى (١٥٨/١٤)،أسـد الغابة لابن الأثير (٢٣٦/٦)، معجم الأدباء لياقوت الحموى(١٧٨٨/٤)،المطرب من أشعار أهل المغرب لابن دحية الكلبى (ص٦)،فتاوى ابن الصلاح (٣٧٦/١)، تفسير القرطبى (٢٤١/١٤)،التذكرة فى أحوال الموتى والآخرة للقرطبى (١١٢٠/١)،تهذيب الأسماء واللغات للنووى (٣٥٢/٢)،تنقيح الفصول للقرافى (ص٢٥٧)،الروضة الفردوسية للآقشهرى (٤٤٧/٢)، تحفة الأشراف للمزى(٢١/١٣،٤٧١/١٢)،تهذيب الكمال للمزى(٣٩٩،١٩٧/٣٥،٣٥/١)،العبر للذهبى (١٦/١)،المعين فى طبقات المحدثين (ص١١)،المقتنى فى سرد الكنى للذهبى (١٦٧/٢)،تاريخ الاسلام للذهبى (٢٩٥/٣،٤١١،١٥٢،٩٧/٢،٨٧/١)،تذكرة الحفاظ للذهبى (٤٣/٤)،جامع التحصيل للعلائى (ص٣١٨)،تخريج أحاديث الكشاف للزيلعى (١٠٤/١)،الآداب الشرعية لابن مفلح (٤١٣/٣)،الوافى بالوفيات للصفدى (٢٨٥/٢٢،٢٦٢،٦٧/١٢)،الاكمال للحسينى (٣٠٠/١)،البداية والنهاية لابن كثير (٤٧٣،١٨٠/١١،٤١١/١٠)، التكميل فى الجرح و التعديل (٢٥٥/٤، ٣٦٥)،تحفة التحصيل لابن العراقى (ص٣٧٨)،امتاع الأسماع للمقريزى (٣٤٢،١٨/٦،٣٥١/٥،٣٩٤/٤)،انباء الغمر لابن حجر (٢٤٣/٣)، الاصابة لابن حجر (٢٦٩،٢٦٢،١٩٥،١٦٦،٣١/٨)،تهذيب التهذيب لابن حجر (٤٤٠/١٢)،تقريب التهذيب لابن حجر (ص٧٧٠)، هدى السارى لابن حجر (ص٤٧٦)،فتح البارى لابن حجر (٤٧١/٩)، لسان الميزان لابن حجر (٥٢٩/٥،٤٨/٤)،نزهة الألقاب لابن حجر(٢٤٩/١)،الرياض المستطابة ليحيى العامرى الحرضى (ص٣١٦)،فتح المغيث للسخاوى (٢٦٠/٣،٣٠٧/٢)،الأجوبة المرضية للسخاوى (٩٨٠/٣)،التحفة اللطيفة

للسخاوی (۸۵/۱)،الحاوی للسیوطی (۳۷/۲)،سبل الھدی والرشاد للصالحی (۱۱۵/۲،۲۰۷/۵،۹۳/۸،۲۳۰/۱۲)،ارشاد الساری للقسطلانی (۱۴۱/۶)،المواھب اللدنیة للقسطلانی (۴۸۱/۱)، الفتاوی الحدیثیة للھیتمی (رقم:۱۳۴)،الفتاوی الفقھیة الکبری للھیتمی(۸۳/۴)،شرح محمد الأشخر الیمنی علی بھجة المحافل للحرضی (۴۵۸/۱،۱۳۸/۲) ،فیض القدیر للمناوی (۴۱۹/۱،۹۱/۳،۴۶۷/۴،۱۰۳/۵)،کشف اللثام شرح عمدة الأحکام للسفارینی (۲۹۳/۱،۴۰۰/۲،۲۳۵/۶)،عرف الزرنب فی بیان شأن السیدة زینب للسفارینی (ص۱۰۳،۱۱۱)،تیسیر العزیز الحمید لسلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب (۴۲۰/۱)،نیل الأوطار للشوکانی (۵۷/۳)۔

جن اہل علم کی طرف اشارہ کیا جاچکا ہے،ان میں بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے بعض احادیث پر اپنی تبویب میں زہراء کا لقب استعمال کیا ہے جسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں،امام حاکم نے فضائل فاطمہ میں اور امام بغوی نے شرح السنہ میں۔

زہراء کا معنی اور زہراء کی وجہ تسمیہ

الأزھر ایسے سفید موتی کو کہتے ہیں جو چمک رہا ہو۔الزھر اور الزھرۃ روشن سفید کو کہتے ہیں،سب سے اچھا رنگ یہی ہوتا ہے۔اسی سے الزھراء ہے جس کا معنی ہے: ایسی عورت جس کا چہرہ دمک رہا ہو،اس کا رنگ چمک دار سفید ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں سرخی بھی شامل ہو۔کہا جاتا ہے: اللیالی الزھر یعنی ایسی راتیں جو چاندنی میں سفید نظر آئیں۔(النھایة لابن الأثیر ۳۲۱/۲،شمس العلوم للحمیری ۲۸۵۷/۵،لسان العرب ۳۳۲/۴، تاج العروس ۴۷۹/۱۱)

نبی اکرم ﷺ کی صفت خلقی میں یہ ذکر ملتا ہے کہ آپ ﷺ ازہر اللون تھے یعنی ایسے

سفید نہیں تھے جس میں بھدا پن ظاہر ہوتا ہے اور نہ آپ کا رنگ گندمی تھا۔(صحیح البخاری ،رقم:۳۵۴۷،صحیح مسلم،رقم:۲۳۴۷)

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

راوی کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ ازہر اللون تھے،اس سے ان کی مراد ایسی سفیدی ہے جس میں چمک ہو جیسے عربوں کا مقولہ ہے: سراج یزھر یعنی ایسا چراغ جو روشن ہو۔اسی سے سیدہ فاطمہ کا لقب زہراء پڑا ہے کیوں کہ ان کے رنگ میں شدت کی روشنی تھی۔رہا وہ سفید رنگ جس میں چمک نہ ہو تو اسے امہق کہتے ہیں۔(الشریعة ۱۵۱۸/۳)

اس معنی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو سیدہ فاطمہؓ کے لقب زہراء کا مطلب یہ ہوگا: دمکتا چہرہ، روشن سفیدی جس میں سرخی کی آمیزش ہو۔

مقریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ فاطمہؓ کا ایک لقب زہراء بھی ہے۔ان کا لقب زہرہ بنت عمرو بن حنتر بن رویبہ بن ہلال کے نام پر پڑا ہے جو خویلد بن اسد کی والدہ تھیں، یہ زہرہ سیدہ فاطمہؓ کی والدہ محترمہ سیدہ خدیجہؓ کی دادی ہیں۔لیکن مجھے مقریزی کے علاوہ کسی دوسرے کے یہاں یہ بیان نہیں مل سکا۔

زہراء لقب کے کچھ اور معانی بھی بیان کیے گئے ہیں جو ذرا کمزور ہیں:

(۱)علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ سیدہ فاطمہؓ بنت نبی ﷺ کا لقب زہراء کیوں پڑا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو کبھی حیض نہیں آیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کے یہاں سورج غروب ہوتے وقت ولادت ہوئی ،پھر وہ نفاس سے پاک ہوگئیں، غسل کیا اور عشاء کی نماز اپنے وقت پر ادا کی۔اسی لیے امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نفاس کی اقل مدت ایک لحہ ہے۔(الاصل ۵۱۷/۱)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کا لقب زہراء اس لیے پڑا ہے کہ نور ان کے چہرے پر دمکتا تھا۔

روایت بیان کی جاتی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں سوئی کے ناکے میں دھاگا رات کی تاریکی میں سیدہ فاطمہؓ کے چہرے کی روشنی میں پرولیا کرتی تھی۔

(کشف القناع المزنی عن مھمات الأسماء والکنی للعینی، ص۳۷۸-۳۸۹)

علامہ سیوطی (متوفی: ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فتاوی ظہیریہ کے مصنف جن کا تعلق حنفی مکتبۂ فکر سے ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہؓ کو حیض نہیں آتا تھا۔ جب ان کے یہاں ولادت ہوتی تھی تو وہ تھوڑی دیر کے بعد نفاس سے پاک ہوجایا کرتی تھیں یہاں تک کہ ان سے کوئی نماز فوت نہیں ہوتی تھی، اسی لیے ان کا لقب زہراء پڑا ہے۔

ہمارے اصحاب میں سے محبّ طبری نے ''ذخائر العقبی'' میں یہ حدیث ذکر کی ہے:

أنها حوراء آدمية طاهرة مطهرة لا تحيض ولا يرى لها دم في طمث ولا في ولادة. (أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب للسيوطي، ص ۲۴۰)

''وہ نوع انسانی کی حور ہیں، طاہرہ اور مطہرہ ہیں، ان کو حیض نہیں آتا ہے، ایام حیض اور ولادت کے وقت ان سے کوئی خون ظاہر نہیں ہوتا ہے''۔

ابن حجر ہیتمی مکی (متوفی ۹۷۴ھ) رحمہ اللہ سیدہ فاطمہؓ کی بعض خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سیدہ فاطمہؓ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عام عورتوں سے اپنے لقب زہراء کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ زہراء لقب کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ بغیر کسی بیماری کے حیض سے پاک ہیں، اس طرح وہ جنتی خواتین کے مشابہ ہیں، یا ان کا رنگ جنتی عورتوں کے رنگ جیسا ہے۔ اس کے علاوہ بھی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ (**الفتاوی الحديثية لابن حجر الهيتمي**، ص۲۹۳، سوال: ۱۲۸)

محمد حجازی (متوفی: ۱۴۳۵ھ) جو واعظ کے نام سے شہرت رکھتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

سیدہ فاطمہؓ کا لقب زہراء اس لیے ہے کیوں کہ وہ مصطفیٰ ﷺ کے لیے پھول کی کلی کی حیثیت رکھتی ہیں۔(**اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب،ص۲۴**)

عبدالرحمٰن صفوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم أنا شجرة وفاطمة حملها وعلی لقاحها والحسن والحسین ثمارها ومحبو أهل البیت أوراقها وکلنا فی الجنة حقا حقا صدقا صدقا فی آخر من فقد الشمس فلیتمسک بالقمر ومن فقد القمر فلیتمسک بالزهرة ومن فقد الزهرة فلیتمسک بالفرقدین فسئل عن ذلک فقال أنا الشمس وعلی القمر والزهرة فاطمة والفرقدان الحسن والحسین ذکره فی العرائس.(نزهة المجالس ومنتخب النفائس للصفوری،۲/۱۷۰)

’’سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں درخت ہوں،فاطمہؓ اس کا حمل ہیں،علیؓ اس کا گابھا ہیں،حسن اور حسین اس کے پھل ہیں۔اہل بیت سے محبت کرنے والے اس کے پتے ہیں،اور ہم سب جنت میں ہوں گے، یہ بات بالکل سچ ہے،اس کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔آخری دور میں جس سے سورج چھوٹ جائے ،وہ چاند کو تھام لے،جس سے چاند چھوٹ جائے ،وہ زہرہ کو تھام لے،جس سے زہرہ چھوٹ جائے ،وہ فرقدین کو تھام لے۔جب آپ سے اس اجمال کی تفصیل معلوم کی گئی تو آپ نے فرمایا: میں سورج ہوں،علیؓ چاند ہیں،فاطمہؓ زہرہ ہیں اور فرقدین حسن اور حسین ہیں۔اسے عرائس میں ذکر کیا ہے‘‘۔

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا لقب بتول

سیدہ فاطمہؓ کا یہ لقب ابونعم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) کے کلام میں ہمیں ملتا ہے، وہ سیدہ فاطمہؓ کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں:

المحصنة الطاهرة الزهراء البتول(معرفة الصحابة٦/٣١٨٨)

السيدة البتول البضعة الشبيهة بالرسول(حلية الأولياء٢/٢٩)

ابن العربی مالکی (متوفی:۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

وتسمى فاطمة بنت رسول الله ﷺ البتول،لانقطاعها عن نساء زمانها فى الفضل والدين والنسب والحسب.(احكام القرآن ۴/۱۸۲۹)

''فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا ایک لقب بتول ہے، کیوں کہ وہ فضیلت، دین داری اور حسب ونسب کے اعتبار سے اپنے دور کی تمام خواتین سے الگ تھیں''۔

ازہری رحمہ اللہ (متوفی: ۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

سئل أحمد بن يحيى عن فاطمة بنت رسول الله ﷺ لم قيل لها البتول؟ فقال: لانقطاعها عن نساء أهل زمانها ونساء الأمة عفافاً وفضلاً وديناً وحسناً.

''احمد بن یحی سے پوچھا گیا کہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو بتول کیوں کہا جاتا ہے؟ جواب میں انھوں نے فرمایا: کیوں کہ وہ عفت، فضیلت، دین داری اور خوبصورتی میں اپنے دور کی خواتین بلکہ امت کی خواتین میں سب سے آگے اور ممتاز تھیں''۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں:

سمیت مریم البتول لترکها التزوج(تهذیب اللغة۱۴/ ۲۰۷)

''سیدہ مریم کا نام بتول اس لیے پڑا کیوں کہ انھوں نے شادی نہیں کی تھی''۔

امام خطابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فأما فاطمة فانما قيل لها البتول لأنها منقطعة القرين نبلاً وشرفاً.(غريب الحديث ۲/۳۳۰)

''سیدہ فاطمہؓ کو بتول اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ شرافت ونجابت میں اپنی ہم جولیوں میں ممتاز تھیں''۔

علامہ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقيل لمريم عليها السلام العذراء البتول لانقطاعها عن الازواج ثم قيل لفاطمة تشبيهاً بها فى المنزلة عندالله البتول. (اساس البلاغۃ ۱/۴۴)

''سیدہ مریم علیہ السلام کو عذراء بتول کہا جاتا ہے کیوں کہ انھوں نے شادی نہیں کی تھی، پھر یہ لقب سیدہ فاطمہؓ کو ملا کیوں کہ وہ اللہ کی نظر میں مریم علیہا السلام جیسا مقام رکھتی تھیں''۔

قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وسميت مريم البتول لانقطاعها عن الأزواج،وفاطمة البتول لانقطاعها عن الأمثال وقيل: عن الأزواج الا عن على.(مشارق الأنوار ۱/۷۷)

''سیدہ مریم کا لقب بتول اس لیے ہے کہ انھوں نے شادی نہیں کی تھی، سیدہ فاطمہؓ کا لقب بتول اس لیے ہے کہ وہ اپنی ہم جولیوں سے بالکل الگ تھیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سیدنا علیؓ کے علاوہ کسی سے شادی نہ کرنا ہے''۔

ابن اثیر(متوفی ٦٠٦ھ)رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

التبتل الانقطاع عن النساء وترک النکاح وامرأة بتول:منقطعة عن الرجال لاشهوة فيهم وبها سميت مريم أم المسيح عليهما السلام. وسميت فاطمة البتول لانقطاعها عن نساء زمانها فضلاً وديناً وحسباً ،وقيل لانقطاعها عن الدنيا الى الله تعالىٰ.(النهاية١/٩٤)

''تبتل کہتے ہیں عورتوں سے الگ رہنے اور نکاح نہ کرنے کو،عورت کا بتول ہونا یہ ہے کہ وہ مردوں سے دور رہے،ان کے لیے اس کے دل میں کوئی خواہش نہ پیدا ہو۔اسی مناسبت سے مریم علیہا السلام کو ام مسیح کہا جاتا ہے۔سیدہ فاطمہؓ کو بتول کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے دور کی تمام خواتین سے فضیلت،دین داری اور خوبصورتی میں الگ اور ممتاز تھیں۔ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کیوں کہ وہ دنیا سے الگ ہوکر اللہ تعالیٰ کے لیے یکسو ہوگئی تھیں''۔

امام نووی رحمہ اللہ(٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

وأصل التبتل القطع، ومنه مريم البتول،وفاطمة البتول لانقطاعهما عن نساء زمانها ديناً وفضلاً ورغبة فى الآخرة ومنه صدقة بتلة أى منقطعة عن تصرف مالكها.

قال الطبرى:التبتل هو:ترک لذات الدنيا وشهواتها والانقطاع الى الله تعالىٰ بالتفرغ لعبادته.(شرح النووى على صحيح مسلم٩/١٧٦)

''تبتل کی اصل الگ تھلگ رہنا ہے۔اسی سے مریم کو بتول کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ اپنے دور کی خواتین سے دین داری،فضیلت اور آخرت کی طرف رغبت کے معاملے میں ممتاز اور الگ تھیں۔اسی سے بولا جاتا ہے صدقۃ بتلۃ یعنی ایسا صدقہ جو اپنے مالک کے تصرف سے الگ رہے۔

امام طبری فرماتے ہیں:تبتل ،دنیا کی لذتوں اور اس کی شہوتوں کو ترک کرنے کا نام

ہےاور ہرطرف سے یکسو ہوکر اللہ کی عبادت کے لیے فارغ ہونے کوبھی تبتل کہا جاتا ہے‘‘۔

مقریزی (متوفی:۸۴۵ھ) رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وسمیت البتول لأنها منقطعة القرین، والبتل: القطع.(امتاع الأسماع ۳۵۱/۵)

’’سیدہ فاطمہؓ کا نام بتول اس لیے ہے کیوں کہ وہ اپنی ہم جولیوں سے بالکل لگ تھلگ تھیں۔تبتل الگ تھلگ رہنے کو کہتے ہیں‘‘۔

محمد حجازی (متوفی ۱۰۳۵ھ) رحمہ اللہ جوواعظ کے نام سے مشہور ہیں، لکھتے ہیں:

ولقبت بالبتول لانه لا شهوة لها للرجال أو لأنه تعالیٰ قطعها عن النساء حسناً وفضلاً وشرفاً أو لانقطاعها الی الله.(اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب،ص۲۴)

’’سیدہ فاطمہؓ کا لقب بتول اس لیے تھا کیوں کہ مردوں کے لیے ان کے اندر کوئی شہوت نہیں تھی یا پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں خوبصورتی ،فضیلت اور شرف میں دوسری عورتوں سے ممتاز کیا تھا یا وہ ہرطرف سے کٹ کر اللہ کے لیے ہو چکی تھیں‘‘۔

امام زرقانی (متوفی:۱۱۲۲ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وسمیت بتولاً لانفرادها عن نساء زمانها فضلاً ودیناً وحسباً فبعد موت اخوتها لم تشارکها امرأة فی الحسب.(شرح المواهب اللدنیة ۳۳۲/۴)

’’سیدہ فاطمہؓ کا نام بتول اس لیے ہے کیوں کہ وہ اپنے دور کی خواتین سے فضیلت، دین داری اور حسب میں منفرد تھیں،ان کی بہنوں کے انتقال کر جانے کے بعد حسب میں ان کا کوئی شریک نہیں تھا‘‘۔

اسماعیل حقی بن مصطفیٰ اسطنبولی حنفی خلوتی (متوفی ۱۱۲۷ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وأما اطلاق البتول علی فاطمة الزهراء رضی الله عنها فلکونها شبیهة بسیدة نساء بنی اسرائیل فی الانقطاع عما سوی الله لا عن النکاح. (روح البیان ۲۱۱/۱۰)

''فاطمہ زہراء پر بتول کا اطلاق اس لیے کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ نکاح سے نہیں کہ غیراللہ سے الگ تھلگ رہنے میں بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کے مشابہ تھیں۔''

یاسین بن خیراللہ بن محمود خطیب عمری (متوفی بعد ۱۲۳۲ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ذکر فی بعض الکتب یقال: لفاطمة الزهراء: بتولة، أی: منقطعة عن حب الدنیا وقیل: عن الحیض اصلاً، کذا نقله کردی.

''بعض کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ سیدہ فاطمہ زہراء کو بتولہ اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ دنیا کی محبت سے الگ تھلگ تھیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بتول لقب کی وجہ یہ تھی کہ وہ حیض سے بالکل الگ تھیں، کردی نے اسی طرح نقل کیا ہے''۔

مذکورہ مصنف یاسین مزید لکھتے ہیں:

وذکر فی "شرح ذات الشفاء" قال: وانما یقال لفاطمة رضی الله عنها "الزهراء" لطهارتها ووضاءتها، و"البتول" لانقطاعها الی الله أو لانقطاعها بالفضل عن الناس أو لأنها لم تحض قط. (الروضة الفیحاء فی تواریخ النساء، ص۲۲۲، ۲۲۴)

''شرح ذات الشفاء میں ذکر کیا گیا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کو ''زہراء'' کہنے کی وجہ ان کی طہارت، اوران کا نورانی وجود تھا۔ جب کہ بتول لقب کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کے لیے ہو کر رہ گئی تھیں، یا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ فضیلت میں دوسروں سے الگ تھیں، یا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو کبھی حیض نہیں آیا''۔

''بتول''لقب کے مراجع ومصادر

سیدہ فاطمہؓ کے لقب ''بتول'' کا تذکرہ جن مصادر ومراجع میں ملتا ہے،ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

فتوح الشام للواقدی(۱۹۳/۲)،تھذیب اللغة للأزھری (۱۵۷/۲) ،لسان العرب لابن منظور (۵۳۸/۴)،ثعلب،ازھری ''تھذیب اللغة'' (۱۵۷/۲) میں،خطابی،ابوعبید ہروی اور ابن حبیب نیسا بوری''عقلاء المجانین'' (ص۱۵۵-۱۵۶) میں،ابونعیم اصبہانی اور مغازلی''مناقب علی'' (ص۲۱) میں،راغب اصبہانی''محاضرات الأدباء'' (۲۷۳/۴) میں،بغوی اور مازری''المعلم بفوائد مسلم''،میں،زمخشری''الفائق''(۲۱۴/۲) میں،قاضی عیاض''اکمال المعلم (۵۲۹/۴) میں،عمرانی شافعی''الانتصار فی الرد علی المعتزلة القدریة الأشرار (۸۹۳/۳) میں،ابن العمرانی ''الانباء فی تاریخ الخلفاء'' (ص۱۹۹) میں،ابن جوزی ''غریب الحدیث'' (۵۴/۱) میں،ابن الاثیر اور ابن دحیہ کلبی اندلسی ''المطرب من اشعار اهل المغرب'' (ص۶) میں،ابن بطال رکبی ''النظم المستعذب فی تفسیر الفاظ المھذب''(۱۶۷/۲) میں،بری تلمسانی ''الجوھرة''(۲۰۸/۲) میں،صاغانی'' التکملة والذیل والصلة'' (۱۱۴/۵) میں،ابن الشعار الموصلی''قلائد الجمان'' (۳۸/۸) میں،سبط ابن الجوزی ''مرآة الزمان'' (۱۳۶/۱۹) میں،نووی اور قرافی''الفروق''(۱۵۴/۳)اور '' شرح تنقیح الفصول''(ص۲۵۷) میں،محبّ طبری ''ذخائر ذوی العقبی'' (ص۶۴) میں،صفوری''نزھة المجالس'' (۱۶۳/۲) میں قسطلانی''ارشاد الساری''

(۱۴۱/٦) میں، بامخرمة ھجرانی حضرمی "قلائد النحر" (۲۷۳/۱) میں، سفیری شافعی "المجالس الوعظیة" (۳۷۹/۲) میں، علی القاری "مرقاة المفاتیح" (۲۷٦۹/۷) میں، نجم غزی دمشقی "حسن التنبہ" (۱٦٦/۸) میں، زرقانی، اسماعیل حقی اور صنعانی "الایضاح فی معانی التیسیر" (۱۵۰/۳) میں، نیز "التنویر" (۲۹۲/۳) میں، سفارینی "لوامع الانوار" (۷۲/۲) میں، زبیدی "تاج العروس" (۵۲/۲۸) میں، شوکانی "الفتح الربانی" (۴۴۹۸/۹) اور "السیل الجرار" میں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے علماء نے اس لقب کا تذکرہ کیا ہے۔

☆☆☆